جناب ملک عبدالرشید عراقی سوہدرہ

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۶۱ھ تا ۲۳۴ھ)

جرح و تعدیل میں امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ممتاز مقام رکھتے ہیں' آپ کا شمار چوٹی کے محدّثین میں ہوتا ہے۔

نام و نسب

آپ کا آبائی وطن مدینہ ہے' اسی نسبت سے مدینی مشہور ہیں۔ بعد میں آپ کا خاندان عراق کے مشہور شہر بصرہ میں آباد ہوگیا' یہاں آپ ۱۶۱ ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام عبد اللہ ہے۔ آپ کا نام علی اور کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ کے والد اور دادا دونوں صاحبِ علم و فضل تھے۔ امام ابو بکر خطیب بغدادی نے تاریخِ بغداد میں لکھا ہے کہ علی بن مدینی کے والد اور دادا دونوں محدّث تھے۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی' ان کے علاوہ وقت کے مشہور اساتذہ فن سے تکمیلِ تعلیم کی۔ چند ایک شہرہ آفاق اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں:
حضرت حماد بن زید رضی اللہ عنہ حضرت سفیان بن عیینہ یحیٰی بن سعید قطان 'عبدالرحمٰن بن مہدی 'ابو داؤد طیالسی ' عبدالعزیز دراوردی' معمر بن سلمان وغیرہ ہیں۔

طلبِ علم کے لئے سفر

امام صاحب نے طلبِ حدیث کے لئے مختلف ممالک کے سفر کئے اور دور دور کی

خاک چھانی۔ آپ نے مکہ' مدینہ' بغداد' کوفہ' یمن وغیرہ کے سفر اختیار کئے اور عرصہ دراز تک علمی سرچشموں سے اپنی پیاس بجھاتے رہے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں تحصیل علم کے لئے ایک دفعہ یمن گیا اور تین سال تک وہاں تحصیلِ علم کے لئے مقیم رہا۔
(تاریخِ بغداد)

علمی شغف

ان کے علمی شغف کا یہ حال تھا کہ رات کو سوتے وقت کوئی حدیث یاد آجاتی اور اس میں کوئی شبہ ہوتا تو فوراً چراغ جلا کر اپنی تسکین کر لیتے' تب جا کر ان کو نیند آتی۔
(تاریخِ بغداد ج ۱۱ ص ۴۶۳)

تلامذہ

جس طرح آپ کے اساتذہ کرام اپنے وقت کے صاحبِ علم و فضل تھے' اسی طرح آپ کے تلامذہ جنہوں نے آپ سے کسبِ فیض کیا' اپنے اپنے وقت کے صاحبِ علم و فضل تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ' امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ' امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ' امام محمد بن یحییٰ ذھی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم ان کے نامور تلامذہ میں سے ہیں۔

اعترافِ فضل

امام علی بن مدینی کے علم و فضل کا اعتراف آپ کے اساتذہ' آپ کے تلامذہ اور آپ کے معاصرین نے کیا ہے۔

قاسم بن سلامؒ کہتے ہیں:

"علم چار آدمیوں میں سمٹ سمٹا کر آگیا ہے' ان میں ایک علی بن مدینیؒ ہیں"۔

ہارون بن اسماعیلؒ کہتے ہیں:

"حدیث کی تصحیح اور تضعیف میں کلام کرنا امام احمد بن حنبلؒ یا پھر امام علی بن مدینیؒ ہی کا کام ہے۔"

ابنِ ابی حاتم اپنے والد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"حفظِ حدیث میں امام احمد بن حنبلؒ اور امام علی بن مدینیؒ دونوں برابر ہیں' مگر امام احمد بن حنبلؒ فقیہ ہیں اور علی بن مدینی علمِ حدیث میں ماہر ہیں۔"

امام علی بن مدینیؒ اپنے اساتذہ کی نظر میں

امام علی بن مدینی کے بارے میں آپ کے اساتذہ کرام کی آراء ملاحظہ فرمائیں' جن سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کا علمی مرتبہ کیا تھا۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علی بن مدینی میرے خاص تلامذہ میں سے تھے" اور فرماتے تھے کہ "لوگ مجھ کو ابنِ مدینی سے محبت کرنے پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے مجھ سے جتنا کسبِ فیض کیا ہے' کسی اور سے نہیں کیا' اور اس سے زیادہ میں نے ان سے استفادہ کیا ہے۔"

(تہذیب التہذیب)

اور یہی رائے آپ کے بارے یحیٰی بن سعید قطان کی بھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"ابنِ مدینی کے پاس بیٹھنے پر لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ علی بن مدینی جتنا مجھ سے علم حاصل کرتا ہے' اس سے کہیں زیادہ میں اس سے علم حاصل کرتا ہوں۔"

(تہذیب التہذیب)

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

علمی دنیا میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کا جو مقام ہے' وہ کسی صاحبِ علم و فضل سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کو تاریخ میں "امیر المؤمنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں نے سوائے علی بن مدینی کے کسی کے سامنے اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھا۔"

(تہذیب التہذیب)

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے دل میں کوئی خواہش باقی ہے؟ فرمایا ایک خواہش باقی ہے' وہ یہ ہے کہ:

"ابنِ مدینی زندہ ہوتے اور میں عراق جا کر ان کی صحبت میں بیٹھتا۔"

(تہذیب التہذیب)

امام صاحب کے متعلق ائمہ حدیث کے تاثرات

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ علم کے بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ علمی حلقوں میں ان کی ذات کو

نعمتِ غیر مترقبہ سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ کے اہلِ علم ان کی علمی صلاحیتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ بغداد تشریف لاتے تو علمی مجلسیں منعقد کی جاتیں اور کرسی صدارت کو آپ ہی زینت بخشتے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام یحییٰ بن معینؒ وغیرھم اہلِ علم ان کی موجودگی میں باہمی مناظرے کرتے، ہر قسم کے اختلاف میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا اور ان کے فیصلے کو حرفِ آخر سمجھا جاتا تھا۔

(تہذیب الاسماء نووی ص۳۵۰ تاریخ بغداد خطیب بغدادی)

خصوصیت

ان کے بارے میں ان کے اساتذہ، تلامذہ اور معاصرین نے جو رائیں دی ہیں، ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ واقعہ ہے کہ ابنِ مدینی رحمۃ اللہ علیہ کو جو خصوصیت حاصل تھی، ان میں ان کے اساتذہ اور معاصر ائمہ میں سے بہت کم لوگ ان کے سہیم و شریک تھے۔

روایتِ حدیث میں شدتِ احتیاط:

روایتِ حدیث میں امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار چوٹی کے ممتاز محدثین میں ہوتا ہے۔ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لاکھ احادیث میں سے تیس ہزار مرویات، جو عباد بن صہیب سے مروی تھیں، اس لئے ترک کر دیں کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں تھیں۔

(تہذیب التہذیب)

عادات و اخلاق

اپنے اخلاق و عادات میں اسلاف کا نمونہ تھے۔ عباس عنبری کہتے ہیں کہ اگر ان کی عمر نے کچھ اور زیادہ وفا کی ہوتی تو اپنے اخلاق و عادات میں وہ حسن بصریؒ سے بڑھ جاتے۔ ان کی زندگی کا ہر گوشہ اتنا پاکیزہ اور پرکشش تھا کہ:

"کان الناس یکتبون قیامہ وقعودہ ولباسہ وکل شئ یقول او یفعل۔" (تہذیب التہذیب)

ان کی چال ڈھال، نشست و برخاست، ان کے لباس کی کیفیت، غرض ان کے ہر قول و عمل کو لوگ اسوہ سمجھ کر لکھ لیا کرتے تھے۔"

ان ہی اوصاف کا کرشمہ تھا کہ جب تک بغداد میں رہتے' سنت کا چرچا بڑھ جاتا اور شیعیت کا زور گھٹ جاتا۔ اور جب کچھ دنوں کے لئے بصرہ چلے جاتے تو یہ فتنہ پھر زور پکڑ لیتا۔

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

"وکان علی بن مدینی اذقدم علینا اظھر السنّۃ واذا ذھب الی البصرۃ اظھر التشیّع۔" (تھذیب التھذیب)

"علی بن مدینی جب بغداد آجاتے تو سنّیت کا چرچا ہو جاتا تھا۔ اور جب وہ بصرہ چلے جاتے تو شیعیت زور پکڑ جاتی۔"

فتنہ خلقِ قرآن اور امام علی بن مدینی:

فتنہ خلقِ قرآن کی شدت اور ہمہ گیری کا اندازہ اس وقت نہیں لگایا جا سکتا۔ مگر دوسری صدی ہجری کے آخر اور تیسری صدی ہجری کے شروع حالات اور واقعات کو سامنے رکھا جائے تو اس کی اہمیت اور شدت کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔ اس مسئلہ نے سب سے زیادہ اہمیت خلیفہ معتصم کے زمانہ میں اس وقت اختیار کرلی تھی' جب اس نے پوری مملکت میں یہ اعلان کرادیا اور اپنے گورنروں کے ذریعہ تمام ملک میں یہ سرکلر جاری کر دیا تھا کہ "جو شخص مخلوقِ قرآن کا قائل نہیں ہے' اس کو حبس وضرب ہی نہیں' بلکہ دار ورسن کی سزا بھی دی جا سکتی ہے"۔ اس اعلان کے بعد بڑے بڑے ائمہ اور محدّثین کے پیروں میں لغزش آگئی اور انہوں نے اس کا اقرار کرلیا۔ کتنے روپوش ہو گئے' لیکن کچھ مردانِ خدا ایسے بھی تھے جو نہ روپوش ہوئے اور نہ ان کے پیروں میں لغزش آئی' بلکہ آخر وقت تک اس بات کا اظہار کرتے رہے کہ یہ عقیدہ سراسر اسلام و ایمان کے خلاف ہے۔ اس کے نتیجہ میں ان کو وہ سب کچھ بھگتنا پڑا' جس کا اس سے پہلے اعلان ہو چکا تھا۔ ان ظاہرین علی الحق کے سرخیل امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے۔

اس مسئلہ میں جن بزرگوں نے کمزوری دکھائی یا یوں کہئے کہ عزیمت کے بجائے رخصت اختیار کی' ان میں امام علی بن مدینی بھی تھے۔

امام علی بن مدینی کی تصنیفات

امام علی بن مدینی کے علم و فضل اور تعلیمی و تدریسی مساعی کا مختصر حال پڑھ کر آپ

نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ کس طرح آپ کی ذات ستودہ صفات' مجمع محاسن اور مرجع خلائق بن گئی تھی- آپ کا شمار ان ائمہ تبع تابعین میں ہوتا ہے' جنہوں نے اپنی تحریری یادگاریں چھوڑی ہیں- آپ ایک بلند پایہ مصنف بھی ہیں- آپ نے وہ کتابیں لکھی ہیں جن کی نظیر نہ متقدمین کی کتابوں میں ملتی ہے اور نہ بعد میں آنے والوں میں کسی نے ایسی پر مغز تصنیفات چھوڑی ہیں- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے حدیث میں ایسی دو سو کتابیں تصنیف کی ہیں جن کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی - حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ صاحبِ تصانیف تھے- امام حاکمؒ نے اپنی مشہور کتاب "معرفۃ علوم الحدیث" میں ان کی ایک مختصر فہرست دی ہے' جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول ﷺ کی سنت کی حفاظت کے لئے کیسے کیسے یکتائے زمانہ لوگ پیدا کئے ہیں- ایسے لوگوں کی موجودگی میں وضّاعین اور کذّابین کے لئے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے نام پر ایک بھی جھوٹی حدیث رائج کریں اور وہ ان نادرہ روزگار ہستیوں کی نظروں سے اوجھل رہے ہوں' اور اہلِ اسلام کے لئے دھوکا کا باعث بنے ہوں ؟

اب معرفۃ علوم الحدیث سے امام صاحب کی تصنیفات کی مختصر فہرست ہدیہ قارئین کی جاتی ہے -

(۱) کتاب الاسماء والکنی ۸ جلد
(۲) کتاب الضّعفاء ۱۰ جلد
(۳) کتاب المدلسین ۵ جلد
(۴) کتاب اول من نظر فی الرّجال و فحص عنہم ۱ جلد
(۵) کتاب الطبقات ۱۰ جلد
(٦) کتاب من روی عن رجل لم یرہ ۱ جلد
(۷) کتاب علل المسند ۳۰ جلد
(۸) کتاب العلل الاسماعیل القاضی ۱۴ جلد
(۹) کتاب علل حدیث ابنِ عینیہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ جلد
(۱۰) کتاب من لا یحتج بحدیثہ ۲ جلد

(۱۱) کتاب الکنیٰ ۵ جلد
(۱۲) کتاب الوہم والخطاء ۵ جلد
(۱۳) کتاب قبائل العرب ۱۰ جلد
(۱۴) کتاب من نزل من الصحابتہ سائر البلدان ۵ جلد
(۱۵) کتاب التاریخ ۱۰ جلد
(۱۶) کتاب العرض علی المحدث ۲ جلد
(۱۷) کتاب من حدّث ثم رجع عنہ ۲ جلد
(۱۸) کتاب یحییٰ و عبدالرحمٰن فی الرجال ۵ جلد
(۱۹) کتاب سوالاتہ یحییٰ ۲ جلد
(۲۰) کتاب الثقات والمثبتین ۱۰ جلد
(۲۱) کتاب اختلاف الحدیث ۵ جلد
(۲۲ کتاب الاسامی الشاذہ ۳ جلد
(۲۳) کتاب الاشربہ ۳ جلد
(۲۴) کتاب تفسیر غریب الحدیث ۵ جلد
(۲۵) کتاب الاخوۃ والاخوات ۳ جلد
(۲۶) کتاب من تعرف باسم دون اسم ابیہ ۲ جلد
(۲۷) کتاب من یعرف باللقب ۱ جلد
(۲۸) کتاب العلل المتفرقہ ۳۰ جلد
(۲۹) کتاب مذاہب المحدّثین ۲ جلد

یہ فہرست ذکر کرنے کے بعد امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

ترجمہ:

"ہم نے امام موصوف کی تصنیفات کی یہ مختصر فہرست یہاں ان کے تبحر، تقدم اور کمال کا نمونہ پیش کرنے کے لئے نقل کی ہے۔"

وفات

امام علی بن مدینی کا انتقال ۲۳۴ھ میں سامرانائی شہر میں ہوا وفات کے وقت آپ

کی عمر ۸۷ سال تھی۔

(تاریخِ بغداد ج ۱ ص ۲۷۲)

یہ وقت ہم میں سے ہر شخص کے لئے مقدر ہے

موت ہر ایک کو آنی ہے' اور کوئی بھی شخص اس سے بچ نہیں سکتا---- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ"

نیز فرمایا:

"نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَکُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ"

(الواقعۃ)

"ہم نے موت کو تمہارے درمیان مقرر کردیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں!"

تاہم موتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ---- ایک اس آدمی کی موت' جو اللہ کی رضامندی کو اپنا مقصود و منتہیٰ قرار دے چکا ہو' اس کی تمام تر توجہ آخرت کی طرف لگی ہو ---- ایسے آدمی کی موت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی طرف سفر کررہا تھا' اور موت کے فرشتے نے اس کے سفر کو ختم کر کے اس کو اس کی منزل تک پہنچا دیا!

دوسرا آدمی وہ ہے کہ جس نے اپنے خالق و مالک کو فراموش کر رکھا ہے اور اس کی بجائے کسی دوسری طرف بھاگ رہا ہے ---- ایسے شخص کے لئے موت کی مثال ایسی ہے' جیسے کوئی باغی ہو اور اسے گرفتار کر کے عدالتِ الٰہی میں حاضر کردیا جائے

موت تو بظاہر ایک ہی ہے جو دونوں پر آتی ہے! -- مگر ایک کے لئے موت جنت کے باغوں میں داخلے کا دروازہ ہے' اور دوسرے کے لئے موت وہ دن ہے جب اس کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دیا جاتا ہے تاکہ اپنی سرکشی کے جرم میں وہاں ہمیشہ کے لئے جلتا رہے!

آج ہی فیصلہ کر لیجئے کہ آپ کو کون سی موت پسند ہے؟